© rasailojaraid.com

شاہد حسین رزاقی

لیبیا

(۲)

لیبیا کی آزادی کے لیے اقوام متحدہ کا فیصلہ

اکتوبر ۱۹۴۹ء میں جنرل اسمبلی نے یہ تصفیہ کیا کہ لیبیا کو جس میں برقہ، طرابلس اور فزان تینوں علاقے شامل ہوں گے، ایک آزاد مملکت بنایا جائے۔ لیبیا کو جلد از جلد آزادی دی جائے اور اس میں یکم جنوری ۱۹۵۲ء سے زیادہ تاخیر نہ ہو۔ ملک کا دستور بنانے اور خود مختار حکومت قایم کرنے میں اہل لیبیا کی امداد کے لیے اقوام متحدہ کا کمشنر مقرر کیا جائے۔ کمشنر کی امداد کے لیے ایک مشاورتی کونسل بنائی جائے جس کے دس ممبر ہوں۔ ملک کا دستور بنانے کے لیے برقہ، طرابلس اور فزان کے نمایندوں پر مشتمل قومی اسمبلی قائم کی جائے۔ اور کمشنر سکریٹری جنرل کو سالانہ رپورٹ پیش کرے۔ اس فیصلہ کے مطابق دسمبر ۱۹۴۹ء میں ایڈریان پلیٹ کو جو اقوام متحدہ کے اسسٹنٹ سکریٹری جنرل تھے، لیبیا کے لیے اقوام متحدہ کا کمشنر مقرر کیا گیا۔ اور ان کی امداد کے لیے دس رکنی مشاورتی کونسل بنائی گئی جس میں پاکستان، مصر، امریکہ، برطانیہ، فرانس اور اٹلی اور لیبیا کے تینوں صوبوں کے نمایندے شامل تھے۔

جون ۱۹۵۰ء میں پاکستان کی یہ تجویز منظور کی گئی کہ برقہ، طرابلس اور فزان کے سات سات نمایندوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے جو لیبیا کو آزادی ملنے سے متعلق تمام ضروری امور کا انتظام کرے۔

اقوام متحدہ کے کمشنر کا لائحہ عمل

لیبیا کو آزادی دینے کے مراحل طے کرنے کے لیے کمشنر پلیٹ نے ایک چھ نکاتی منصوبہ بنایا اور یہ تجویز کیا کہ جون ۱۹۵۰ء میں طرابلس اور برقہ میں مقامی اسمبلیاں منتخب کی جائیں۔ جولائی ۱۹۵۰ء میں انصرامی کمیٹی بنائی جائے جو لیبیا کی قومی اسمبلی کے انتخاب اور دستور سازی کا انتظام کرے۔ ۱۹۵۰ء کے آخر میں لیبیا کی قومی اسمبلی کے لیے انتخابات ہوں اور اس کا اجلاس طلب کیا جائے۔ ۱۹۵۱ء کے آغاز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں عارضی حکومت قایم کی جائے - ۱۹۵۱ء کے دوران ہی میں قومی اسمبلی دستور منظور کرے اور یکم جنوری ۱۹۵۲ء سے قبل لیبیا کی آزادی اور قومی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا جائے - پلیٹ کا یہ منصوبہ ۴ رمئی ۱۹۵۰ء کو مشاورتی کونسل نے منظور کر لیا - اور ستمبر ۱۹۵۰ء میں کمشنر کی رپورٹ پر بحث کے بعد جنرل اسمبلی نے یہ طے کیا کہ لیبیا کی آزادی اور اتحاد کے لیے ضروری انتظامات جلد مکمل کیے جائیں -

لیبیا کی قومی اسمبلی کے فیصلے

۲۵ رنومبر ۱۹۵۰ء کو شہر طرابلس میں لیبیا کی قومی اسمبلی کا افتتاحی اجلاس ہوا - اس نے ۲ ردسمبر ۱۹۵۰ء کو برقہ کے امیر سید ادریس السنوسی کو متحدہ لیبیا کا بادشاہ تسلیم کر لیا اور ملک کا دستور بنایا - مارچ ۱۹۵۰ء میں مقامی عارضی حکومتیں بنائی گئیں - اس کے بعد لیبیا کی عارضی حکومت بنانے کا مسئلہ زیر غور آیا - قومی اسمبلی کا ایک وفد نامزد بادشاہ سے ملنے بن غازی گیا اور یکم اپریل ۱۹۵۱ء کو لیبیا کی عارضی وفاقی حکومت قایم کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ لیبیا کو مکمل آزادی ملنے تک کام کرتی رہے -

اعلانِ آزادی اور متحدہ مملکت کا قیام

۷ راکتوبر ۱۹۵۱ء کو قومی اسمبلی کا بنایا ہوا دستور نافذ کیا گیا - ۲۴ ردسمبر ۱۹۵۱ء کو لیبیا کی آزادی کا اعلان ہوا اور امیر ادریس متحدہ لیبیا کے بادشاہ بنائے گئے - وفاقی نظام حکومت اختیار کیا گیا اور ایوان نمایندگان و سینٹ پر مشتمل دو ایوانی پارلیمنٹ قایم کی گئی - اس طرح لیبیا کی جنگِ آزادی جس کا آغاز ۱۹۱۱ء میں اطالوی حملہ سے ہوا تھا کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچی اور لیبیا کے تمام علاقوں کو متحد کر کے ایک آزاد مملکت قائم کرنے کی جدوجہد بار آور ہوئی - ۱۹۵۳ء میں لیبیا عرب لیگ میں شامل ہو گیا - اور ۱۹۵۵ء میں اقوام متحدہ کا رکن بنا -

سیاسی مسائل اور معاشی خرابیاں

آزادی کے بعد لیبیا کو بڑے اہم مسائل کا سامنا کرنا پڑا - ۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۷ء تک اور ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۲ء تک یہاں اطالوی فوجوں اور حریت پسندوں میں جنگیں ہوتی رہیں اور اہلِ لیبیا اٹلی کے ظلم و تشدد اور سیاسی و معاشی تباہی کا شکار بن گئے - دوسری عالمی جنگ میں لیبیا محوری اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتحادی دول کا میدانِ جنگ بنا تھا اور یہاں بڑے بڑے خوں ریز معرکے ہوئے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس ملک کو زبردست جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا اور اس کی معاشی حالت تباہ ہو گئی۔ لیبیا کا رقبہ تو بہت زیادہ ہے مگر آبادی بہت ہی کم ہے اور جب اس کو آزادی ملی تو آمدنی کے وسائل ناپید تھے۔ امریکہ اور برطانیہ کی امداد کے بغیر اس نئی مملکت کے لیے اپنا وجود تک باقی رکھنا دشوار تھا اور امداد حاصل کرنے کی یہی صورت تھی کہ امریکہ اور برطانیہ کو مراعات دی جائیں۔ چنانچہ ایک معاہدہ کے مطابق الآدم اور طبرق میں برطانیہ نے فوجی اڈے قائم کر لیے اور پھر ۱۹۵۴ء میں امریکہ نے یہاں وہیلس کا زبردست فضائی مرکز قائم کیا۔ ان معاہدوں کے مطابق یہ طے پایا تھا کہ ۱۹۷۱ء تک امریکی اور ۱۹۷۳ء تک برطانوی اڈے قائم رہیں گے۔ مراعات کے معاوضہ میں لیبیا کو جو مالی امداد ملتی تھی اس سے ملک کا نظم و نسق چلایا جاتا تھا۔

امریکی اور برطانوی امداد لیبیا کے معاشی مسائل اور افلاس کا مستقل حل نہ تھی اور لیبیا کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہونے لگی۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء میں امریکہ کی تیل کمپنیوں کو تیل تلاش کرنے کے ٹھیکے دیے گئے اور ۱۹۵۷ء میں تیل دریافت ہو گیا جس سے لیبیا کی قسمت پلٹ گئی اور مفلس لیبیا بہت دولت مند ملک بن گیا لیکن اس دولت سے عوام کو زیادہ فائدہ نہ پہنچا۔ تیل سے حاصل شدہ دولت کی تقسیم بہت غلط طریقہ پر ہوئی۔ اس کا دو تہائی حصہ تو تیل کی چار کمپنیاں لے لیتی تھیں اور ایک تہائی حصہ بادشاہ اور اس کے مقربین میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ عوام کا حصہ محض برائے نام تھا اور یہ غلط تقسیم روز افزوں بے چینی کا سبب بن گئی۔

فوجی انقلاب اور بادشاہت کا خاتمہ

آزادی کے بعد شیخ ادریس کو لیبیا کا بادشاہ بنا دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ سنوسیوں کے امیر اور اتحادیوں کے دوست تھے۔ مگر وہ عوام میں مقبول نہ ہو سکے۔ اس لیے کہ المہدی اور احمد شریف جیسے سامراج دشمن مجاہدین کے برعکس شیخ ادریس جنگی قابلیت سے محروم کمزور طبیعت والے مصالحت پسند انسان اور برطانیہ کے حامی حکمران تھے۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد شاہ ادریس کی مغرب نواز پالیسی کے خلاف جذبات نہایت شدید ہو گئے۔

برطانیہ و امریکہ کے فوجی اڈوں [illegible] کثیر دولت کی بربادی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادریس کی مغرب نوازی کی وجہ سے لیبیا میں شدید بے چینی پیدا ہوگئی۔ اور یہ ملک عالمی سیاست نظریاتی کشمکش، خارجی اثرات اور داخلی اضطراب کا شکار ہوگیا۔ حالات روز بروز خراب تر ہوتے گئے اور بے چینی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ یکم ستمبر ۱۹۶۹ء کو فوجی انقلاب ہوا اور بادشاہت کو ختم کرکے جمہوریہ قائم کر دیا گیا۔

معمر القذافی

لیبیا میں یہ فوجی انقلاب حیرت انگیز تھا۔ برطانیہ اور امریکہ شاہ ادریس کے محافظ و سرپرست کا کردار ادا کر رہے تھے لیکن وہ اپنے حلیف کی کوئی مؤثر امداد نہ کر سکے۔ ان کا نہایت وسیع جاسوسی نظام بری طرح ناکارہ ثابت ہوا اور نوجوان فوجی افسروں کے منصوبہ کا ان کو مطلق علم نہ ہوسکا۔ اس انقلاب کے رہنما ایک گمنام اور معمولی فوجی افسر معمر القذافی تھے جن کی عمر اس وقت صرف ۲۷ برس کی تھی اور ان کے ساتھی فوجی افسر بھی کم عمر تھے۔ ان میں سے کسی کی عمر بھی تیس سال سے زیادہ نہ تھی، اور یہی نوجوان انقلابی کونسل کے رکن تھے۔ اس انقلاب کے رہنما قذافی کا تعلق ایک معمولی خاندان سے ہے۔ وہ لیبیا کے وسطی ریگستان میں سرتہ کے قریب ایک بدو گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ان کے والدین اب بھی فزان کے ریگستان میں خانہ بدوشوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قذافی کو خوش قسمتی سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع مل گیا اور فزان کے ایک ثانوی مدرسہ میں تعلیم ختم کرنے کے بعد انھوں نے بن غازی یونیورسٹی سے سیاسیات میں ڈگری حاصل کی۔ پھر فوجی اکیڈمی سے سگنل آفیسر کی حیثیت سے گریجویٹ ہوتے۔ اس کے بعد ان کو انگلستان بھیجا گیا جہاں انھوں نے آٹھ ماہ کی تربیت مکمل کی۔ اور فوج میں اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دینے لگے۔

یکم ستمبر ۱۹۶۹ء کو انقلاب ہوا اور ۷ ستمبر کو ۹ ارکان پر مشتمل کابینہ بنائی گئی۔ نئی حکومت پر قذافی کی گرفت بہت مضبوط تھی اور انھوں نے اپنے لائحہ عمل میں مندرجہ ذیل تین امور کو انقلاب کے بنیادی مقاصد قرار دیا۔

۱۔ لیبیا میں سامراجی اثرات کو بالکل ختم کردینا اور مغربی و مشرقی دونوں بلاکوں کے اثرات سے آزاد رہنا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ اسلام کے معاشی عدل اور معاشرتی مساوات کے تصور کو روبہ عمل لانا۔ اور ملک کی قدرتی دولت اور وسائل کو اہل ملک کی بہتری اور فلاح و ترقی کے لیے استعمال کرنا۔

۳۔ فلسطین کو آزاد کرانے اور اسرائیل کو ختم کر دینے کے لیے عرب ممالک کو متحد کرنا۔

فوجی اڈوں کا خاتمہ

سامراجی اقتدار سے نجات پانے اور محفوظ رہنے کے لیے انقلابی حکومت نے فیصلہ کیا کہ برطانیہ اور امریکہ کے فوجی اڈے فوراً ختم کر دیے جائیں اور سامراجی تسلط سے آزادی کے لیے جدوجہد کرنے والوں کی امداد کی جائے کیونکہ سامراج اسی وقت ختم کیا جا سکتا ہے جب اس کے خلاف ہمہ گیر مسلح جدوجہد کی جائے۔ اپنی اس پالیسی کے مطابق انقلابی حکومت نے فوری اہم اقدامات کیے۔ شاہ ادریس کی حکومت ایک ارب تیس کروڑ پاؤنڈ کے صرف سے فضائی تحفظ کا ایک نظام قائم کرنے کے لیے برطانیہ سے گفت و شنید کر رہی تھی جو ختم کر دی گئی۔ اور برطانیہ اور امریکہ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ لیبیا میں اپنے فوجی اڈے اور فضائی مراکز ختم کر دیں۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو انقلابی حکومت نے برطانیہ کو نوٹس دیا کہ اس نے العادم اور طبروق میں جو فوجی اڈے قائم کیے ہیں وہ ختم کر دے اور اپنی فوجیں واپس بلالے معاہدہ کے مطابق برطانیہ یہ اڈے ۱۹۷۳ء تک قائم رکھ سکتا تھا۔ مگر اس نے انقلابی حکومت کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور مارچ ۱۹۷۰ء میں فوجی اڈے خالی کر کے اپنی فوجیں واپس بلالیں۔

امریکہ نے وہیلس کا فضائی مرکز دس کروڑ ڈالر کے صرف سے قائم کیا تھا اور اس کو بہت اہمیت دی جاتی تھی۔ معاہدہ کے مطابق امریکہ یہ فضائی مرکز ۱۹۷۱ء تک قائم رکھ سکتا تھا مگر انقلابی حکومت نے امریکہ کو بھی نوٹس دیا کہ وہیلس کا فضائی مرکز فوراً ختم کر دیا جائے۔ ۲۳ دسمبر ۶۹ء کو طرابلس میں یہ اعلان کیا گیا کہ امریکہ نے یہ منظور کر لیا ہے کہ وہیلس کا فضائی مرکز جون ۱۹۷۰ء تک ختم کر دیا جائے گا، اور امریکی وزارتِ دفاع نے بھی اس اعلان کی توثیق کی۔ اس سلسلہ میں ایک راضی نامہ ہوا جس کے مطابق یہ طے کیا گیا کہ فضائی مرکز کا تخلیہ بتدریج

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا جائے گا۔ اور یہ ۳۰ جون ۱۹۷۰ء تک مکمل ہو جائے گا۔ اور اس مرکز کی عمارتیں اور سڑکیں وغیرہ لیبیا کی ملکیت ہو جائیں گی۔ اس راضی نامہ پر پوری طرح عمل ہوا۔ اور امریکہ نے ۸ جون ۱۹۷۰ء تک تخلیہ مکمل کر کے اڈے کی عمارتیں وغیرہ حکومتِ لیبیا کے حوالے کر دیں۔ اب انقلابی حکومت نے اس مرکز کا نام شمال مغربی افریقہ کے پہلے مسلمان فاتح کے نام پر عقبہ بن رافع بیس رکھا ہے۔

اسلامی اشتراکیت

معاشی عدل اور معاشرتی مساوات کا قیام انقلابی لائحہ عمل کا دوسرا اصول ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے انقلابی رہنماؤں نے یہ واضح کر دیا کہ اسلام معاشرہ میں طبقہ بندی کو ختم کرنے کا حامی ہے اور طبقوں کو مٹا کر معاشرتی مساوات قائم کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح اسلام اقتصادی عدل قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور دولت کی ناجائز اور تباہ کن تقسیم کا مخالف ہے۔ انقلابی حکومت اسلام کے ان اصولوں کو روبہ عمل لانا چاہتی ہے چنانچہ ذاتی املاک اتنی ہی رکھی جائے گی جتنی کہ اسلام اجازت دیتا ہے اور اس املاک کا احترام کیا جائے گا۔ نیز وراثت کا اصول بھی تسلیم کیا جائے گا لیکن قومی فائدہ والی چیزیں قومی ملکیت بنائی جائیں گی۔ اور یہ عمل اسلام کے اصول اور رسول اللہ کے عمل کے عین مطابق ہو گا۔

معاشی عدل اور معاشرتی مساوات کے اس نظریہ کو انقلابی رہنماؤں نے اسلامی اشتراکیت کا نام دیا۔ اور قذافی نے بہت پُرزور طریقہ پر یہ واضح کر دیا کہ اشتراکیت سے ان کی مراد اسلامی اشتراکیت ہے۔ ان کا مقصد کارل مارکس کے نظریات یا ناصر اور بعث پارٹی کے نظریات کا نفاذ نہیں ہے بلکہ وہ اسلام کے معاشی عدل اور اسلامی مساوات کے تصور کو رُوبہ عمل لانا چاہتے ہیں عربوں کو کارل مارکس یا لینن کے نظریات یا سرمایہ داری نظام یا کسی اور بیرونی نظریہ کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کو یمینی اور یساری تفریق کی ضرورت ہے۔ بلکہ ان کو ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ متحد ہو جائیں اور اپنے دین اور اپنی تاریخ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔ مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور ملی اتحاد، اشتراکیت، وراثت، معاشرہ کی اصلاح، حقوقِ نسواں جیسے اصلاحی مسائل جو اس وقت لیبیا کو درپیش ہیں، ان سب کا حل بھی قرآن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں ہے۔

اپنے اس نظریہ کے مطابق انقلابی حکومت نے زرعی اصلاحات پر توجہ کی۔ اراضی کا انتظام بہتر بنانے کی تدبیریں اختیار کیں۔ معمولی مزدور کی روزانہ اُجرت کم سے کم ایک پونڈ مقرر کی جو مصر میں مقرر کردہ اجرت کی چار گنی ہے۔ اطالوی املاک کو قومی ملکیت قرار دیا۔ غیر ملکی ماہر رخصت کر دیے گئے۔ تمام غیر ملکی بینکوں اور بیمہ کمپنیوں کو قومی ملکیت بنا دیا گیا اور ملک کی اقتصادی حالت درست کرنے کے لیے ۳۲ ارب ۹ کروڑ ڈالر کا پانچ سالہ منصوبہ بنایا گیا، جو ۱۹۷۴ء میں مکمل ہوگا۔

تیل کے کرشمے

لیبیا کے معاشی اور سیاسی انقلاب پر جو چیز سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی اور جس نے اس ملک کی کایا پلٹ دی وہ پیٹرول ہے۔ اور اس قدرتی دولت سے سارے ملک کو فائدہ پہنچانے اور تعمیر و ترقی کے منصوبے رُو بہ عمل لانے کے لیے انقلابی حکومت نے بہت مؤثر تدابیر اختیار کیں۔ لیبیا میں ۱۹۵۷ء میں تیل دریافت ہو گیا تھا جو ۱۹۶۰ء تک ۳۵ کنوؤں سے نکالا جانے لگا۔ ایک سال کے اندر ۱۰۴ میل لمبی پائپ لائن مکمل ہو گئی اور تیل کی پیداوار میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ ۱۹۶۹ء میں جب فوجی انقلاب ہوا تو تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں لیبیا کا تیسرا نمبر ہو گیا تھا۔ ۳۰ لاکھ بیرل یومیہ تیل نکالا جاتا تھا اور اس سال حکومت کو پیٹرول سے ایک ارب ڈالر آمدنی ہوئی تھی لیکن قدرت کی عطا کی ہوئی اس کثیر دولت سے ملک کے عوام کو فائدہ نہ پہنچتا تھا کیونکہ اس کا ۲/۳ حصہ تیل نکالنے والی چار کمپنیاں لے لیتی تھیں اور ۱/۳ حصہ بادشاہ اور اس کے مقربین میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ اس صورتِ حال کی اصلاح کے لیے انقلابی حکومت نے یہ مطالبہ کیا کہ کمپنیاں زیادہ ٹیکس دیں۔ طویل گفت و شنید کے بعد کمپنیوں نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور تیس سینٹ فی بیرل اضافہ کر دیا گیا۔ اگرچہ اس سال پیداوار پندرہ فی صد کم ہو گئی تھی تاہم حکومت کی آمدنی ایک ارب ۴۰ کروڑ ڈالر ہو گئی۔ تیل سے متعلق مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا اور ۲ راپریل ۱۹۷۱ء کو حکومت اور کمپنیوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ ۹۰ سینٹ فی بیرل قیمت میں اضافہ کر دیا جائے۔ اس طرح اب لیبیا کو دو ارب بیس کروڑ ڈالر سالانہ آمدنی ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پٹرول کی وجہ سے لیبیا کی اقتصادی حالت میں جو حیرت انگیز انقلاب ہوا اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جو ملک دوسری قوموں کے فوجی اڈوں سے ہونے والی آمدنی سے اپنا نظم ونسق چلاتا تھا۔ وہ مصر کو ۱۰ کروڑ ڈالر سالانہ امداد دینے لگا تاکہ نہر سویز بند ہو جانے سے اس کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی ہو سکے۔ اور اردن کی اقتصادی حالت درست کرنے کے لیے بھی ایک کروڑ ڈالر سالانہ امداد دینا منظور کیا۔ مصر کی امداد میں انقلابی حکومت نے مزید اضافہ کر دیا۔ ۱۹۵۱ء میں جب لیبیا آزاد ہوا تو فی کس سالانہ آمدنی کا اوسط صرف ۴۰ ڈالر تھا۔ اور ۱۹۶۹ء میں جب انقلاب ہوا تو یہ فی کس آمدنی ۱۷۰۰ ڈالر ہو گئی تھی جو برطانیہ جیسے ترقی یافتہ ملک سے بھی زیادہ ہے۔ اپریل ۱۹۶۹ء میں حکومت نے ۴ ارب ڈالر مصارف والا دوسرا پنجسالہ ترقیاتی منصوبہ بنایا تھا مگر انقلابی حکومت نے اس منصوبہ پر نظر ثانی کی اور اب اس نے جو منصوبہ بنایا ہے اس پر ۲ ارب ۱۹ کروڑ ڈالر صرف ہوں گے۔

فلسطین کے بارے میں شاہ ادریس کی کمزور پالیسی اور جون ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عربوں کی پوری امداد کرنے میں کوتاہی کی وجہ سے لیبیا میں زبردست اضطراب پیدا ہو گیا تھا جو فوجی انقلاب کا ایک اہم ترین سبب بن گیا۔ انقلابی رہنماؤں نے مسئلہ فلسطین کو بنیادی اہمیت دی ہے اور وہ اس نظریہ کے حامی ہیں کہ عسکری قوت کے ذریعہ اسرائیل کو ختم کر کے فلسطین کو آزاد کرایا جائے۔ چنانچہ ان کی کوشش یہ ہے کہ اس مقصد کے لیے تمام عرب ممالک متحد ہو جائیں۔ ان کی فوجی طاقت ایک تنظیم کی شکل میں مربوط کر دی جائے۔ حریت پسندوں کی پوری مدد کی جائے۔ اسرائیل کی حمایت کرنے والی سامراجی طاقتوں کے منصوبوں کو ناکام بنایا جائے۔ اور اسرائیل کو فیصلہ کن شکست دے کر فلسطین کو آزاد کرایا جائے۔

لیبیا میں فوجی انقلاب کے بعد قذافی نے یہ اعلان کیا کہ فلسطین کی آزادی ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے لیے لیبیا کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھے گا اور مختلف ممالک سے تعلقات قائم کرنے میں اس بات کو ملحوظ رکھا جائے گا کہ ان ممالک کی پالیسی فلسطین کے بارے میں کیا ہے۔ انقلاب کے فوراً بعد نئی حکومت نے الفتح کو ایک لاکھ پونڈ دیئے اور یاسر عرفات نے انقلابی حکومت کے رہنماؤں سے ملاقات کی۔ اس موقع پر الفتح کو ڈھائی لاکھ پونڈ کی مزید امداد دی گئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اکتوبر میں محاذ آزادی کے وفد کا لیبیا میں پُرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ اور حریت پسندوں کی مکمل حمایت کا یقین دلایا گیا۔ ۱۹۷۰ء میں جب اُردن کی حکومت اور فدائین میں جنگ ہوئی تو لیبیا نے اُردن کی امداد بند کر دی اور ایک کروڑ پونڈ سالانہ جو اردن کو دیے جاتے تھے وہ فدائین کو دیے جانے لگے۔ فلسطین کے بارے میں اپنی اسی پالیسی کے مطابق لیبیا نے پاکستان سے بہت اچھے تعلقات قائم کیے اور آزادی فلسطین کے لیے پاکستان کی خدمات کو بہت سراہا۔

عرب جمہوریوں کا اتحاد

لیبیا کی انقلابی حکومت نے عرب ممالک کے اتحاد کو اپنا ایک بنیادی مقصد قرار دیا ہے اور سوڈان کی انقلابی حکومت بھی اس کی ہم خیال ہے۔ ان دونوں ملکوں نے مصر سے گہرے روابط قائم کیے اور آزادی فلسطین کے لیے عرب ممالک کو متحد کرنے کی کوششیں ہونے لگیں۔ اور آخر کار دسمبر ۱۹۶۹ء کو یہ اعلان کیا گیا کہ لیبیا، مصر اور سوڈان نے ایک اتحاد بہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ انور السادات، جعفر النمیری اور معمر القذافی کے درمیان کئی روز کی گفت و شنید کے بعد کیا گیا تھا۔ اس اعلان میں یہ بیان کیا گیا کہ ان تین ممالک کے اتحاد سے عربوں کی جدوجہد کو کامیاب بنانے میں بہت مدد ملے گی اور یہ عرب ممالک کے وسیع تر اتحاد کی بنیاد ثابت ہوگا۔ تینوں ملکوں کے سربراہوں پر مشتمل ایک مجلس اعلیٰ قائم ہوگی جو باہمی تعاون اور اتحاد سے متعلق امور کی نگرانی کرے گی۔ سربراہوں کی اس مجلس کے علاوہ منصوبہ بندی، دفاع اور منصوبوں کے نفاذ کے لیے بھی اعلیٰ مجالس قائم کی جائیں گی جن کے ماتحت سیاسی، اقتصادی، فوجی اور معاشرتی امور سے متعلق ذیلی مجالس ہوں گی۔ یہ سب مجالس تینوں ممالک کے اراکین پر مشتمل ہوں گی اور ان ملکوں میں اتحاد و تعاون کو فروغ دینے کے لیے کام کریں گی۔

اس دوران میں جنرل حافظ اسد شام میں برسر اقتدار آ گئے تھے اور انھوں نے بھی عرب ممالک کے اتحاد سے بہت دلچسپی لی۔ چنانچہ نومبر ۱۹۷۰ء میں وہ قاہرہ گئے۔ انور سادات سے ملاقات کی۔ اور قذافی اور نمیری سے بھی تبادلۂ خیال کیا۔ اس گفت و شنید کے بعد یہ اعلان کیا گیا کہ لیبیا، مصر اور سوڈان کے مجوزہ اتحاد میں شام بھی شامل ہو گیا ہے۔ اور اب ان ممالک کے نمائندے اس مسئلہ پر غور کریں گے کہ اس اتحاد کی نوعیت کیا ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجوزہ اتحاد کو عملی شکل دینے کی کوشش میں لیبیا کے صدر قذافی نے نمایاں حصہ لیا۔ اور ۱۷ اپریل ۱۹۷۱ء کو لیبیا، مصر اور شام نے بن غازی میں ایک معاہدہ پر دستخط کیے، جس کے مطابق یہ طے کیا گیا کہ یہ تینوں ملک عرب جمہوریوں کے ایک وفاق کی شکل میں متحد ہو جائیں گے جس کا نام متحدہ عرب جمہوریہ ہوگا۔ اس کا ایک صدر اور ایک پرچم اور ایک مشترکہ قومی ترانہ ہوگا۔ ایک وفاقی اسمبلی ہوگی اور ایک متحدہ فوجی کمان ہوگی جس کو یہ اختیار ہوگا کہ وفاق کے رکن کسی ملک کی فوج دوسرے ملک میں داخلی بدامنی دور کرنے کے لیے بھیج دے۔ انور سادات، حافظ اسد اور قذافی یہ فیصلہ کریں گے کہ نئے وفاق کا صدر کون ہو۔ تینوں ملکوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی دستور کا مسودہ تیار کرنے کے لیے مقرر کی جائے گی۔ وفاق میں شامل ملکوں کو حق ہوگا کہ بیرونی ممالک سے معاہدے اور راضی نامے کریں۔ بشرطیکہ وہ وفاق کے مقاصد کے برعکس نہ ہوں۔ اور دوسرے ملکوں سے سیاسی تعلقات کا مسئلہ بھی ہر ملک کی حکومت طے کرے گی مگر کسی رکن ملک کی سیاسی پارٹی دوسرے ملک میں کام نہ کر سکے گی۔

ان سربراہوں کے فیصلہ کے متعلق عوام کی رائے معلوم کرنے اور اسے آئینی شکل دینے کے لیے یہ طے کیا گیا کہ یکم ستمبر ۱۹۷۱ء کو تینوں ملکوں میں رائے شماری کرائی جائے۔ سوڈان جو دسمبر ۱۹۶۹ء کے اتحاد میں شامل ہوا تھا اپنے داخلی حالات کی وجہ سے اس وفاق میں شامل نہیں ہو سکا اور اس کے لیے یہ گنجائش رکھی گئی کہ وہ آئندہ مناسب وقت پر وفاق میں شامل ہو جائے۔ اس راضی نامہ کے ساتھ ہی تینوں ملکوں کے سربراہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ اسرائیل سے امن کی کوئی گفت و شنید نہ ہوگی۔

لیبیا میں ملوکیت کا تختہ الٹ دینے کے بعد فوجی انقلاب کے نوجوان رہنماؤں نے انقلاب کے جو بنیادی مقاصد قرار دیے تھے ان کی تکمیل کے لیے وہ بڑے جوش و خروش اور عزم و استقلال کے ساتھ سرگرم عمل ہو گئے۔ ان کی کامیاب جدوجہد سے لیبیا اپنی تاریخ کے ایک نئے دور میں داخل ہو گیا ہے اور اس کا مستقبل تابناک نظر آتا ہے۔

© rasailojaraid.com